نبوت عین حکمت ہے

(مولانا صوفی سید شاہ عبدالقادر صاحب حیدرآبادی)

ہر نبی کی تعلیم درحقیقت سراپا حکمت ہے اور ہمارے نبی پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی تعلیم کے لئے مبعوث فرمائے گئے۔ آپ کی تشریف آوری سے بہت پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قرآن کی زبان میں جو دعا مانگی تھی اس میں بھی اسی مقصد کی تکمیل کا اظہار کیا گیا تھا۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ

اے میرے رب انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتوں کو پیش کرے اور ان کو کتاب اُمت کی تعلیم دے۔

حضرت ابراہیم نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے منشائے خداوندی کے مطابق دعا فرمائی تھی اس لئے حرف بحرف پوری ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہ صفت موصوف مبعوث ہوئے اور قرآن حکیم کے ذریعہ دنیا کو قیامت تک کے لئے دینی و دنیاوی حکمت کا سبق دیا بلکہ ظاہری اور باطنی طور پر ہر آن آج بھی اس کا فیضان جاری ہے۔

کمالات علوی و سفلی

قرآن مجید نے انسان کو جمیع کمالات الٰہیہ کا جامع قرار دیا ہے عام اس سے کہ وہ کمالات علوی ہوں یا سفلی۔ علوی کمالات میں اسرار و حقائق، انوار و لطائف، ذات و صفاتِ اسمائے الٰہیہ کے کرشموں کا معائنہ اور ہر ہر اسم جو محلِ ظہور کی یافت اور ہر صفت اور ہر اسم کی تلاش اسی محلِ خاص میں ہے اور کمالاتِ سفلی جیسے طب، زراعت، تجارت، صنعت و حرفت، علم البرق، طیارے، جہاز، ریلیں، موٹر وغیرہ اور سائنس

کی ایجادات و ترقی جواب تک ہوچکی ہیں یا آئندہ ہوسکتی ہیں وہ سب اسی کمالات سفلیہ کا نتیجہ ہیں۔

جیسا کہ کہا گیا انسان اپنی اصل فطرت کی رو سے ان جملہ کمالات کے اظہار کا قابل اور مستعد ہے

لیکن حکمت الٰہیہ ازل سے اس بات کی مقتضی ہے کہ انسان اپنے کمال کو جو خود اسی کی فطرت میں

ودیعت ہے بغیر خارجی تعلیم کے حاصل نہیں کر سکتا حیوان کے بچے بغیر کسی تعلیم کے اڑنے اور تیرنے لگتے

ہیں لیکن انسان کے لئے اس کی تعلیم لازمی ہے اور بغیر کسب کے یہ علم اس کو حاصل نہیں ہوسکتا۔

پس اسی اقتضائے حکمت الٰہیہ کی بنا پر معلم کمالات انسانی کی ضرورت ہوئی جس کا دوسرا

نام نبی کی ضرورت ہوئی۔

نبی کا کام

نبی کا کام یہی ہے کہ جتنے کمالات انسان کی فطرت میں بالقوہ موجود ہیں ان کو بالفعل کرا دے اور ہر کمال کا مظہر اور مصرف

اور اس کے استعمال کی تہذیب کی تعلیم دے۔ اور انبیاء علیہم السلام میں باہم جو تفاضل ہے وہ بھی

اسی معیار پر ہے کہ جو نبی جس قدر زیادہ کمالات انسانیہ کو فطرت کی قوت سے عالم شہادت

میں لایا ہے وہ اسی قدر دوسرے نبی سے اس خاص عمل میں زیادہ ہے۔

خاتم النبیین

اوپر کے بیان سے خاتم النبیین کا مسئلہ بھی آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتا ہے کہ سب سے زیادہ افضل وہی نبی ہوگا جس نے جمیع کمالات انسانیہ

خواہ وہ علوی ہوں سفلی ان سب کو اپنی تعلیم سے انسان کے لئے قوت سے فعل میں لا دیا ہوگا اور

اس کی تعلیم سے باہر کوئی کمال اپنے بالفعل ہونے کا منتظر باقی نہ رہا ہوگا۔ تو یہی نبی خاتم النبیین ہے

کیونکہ جب ہر طرح کے کمالات ظہور میں آگئے اور ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہا تو پھر دوسرے

نبی کی ضرورت کے کیا معنی؟ اور جب ہم مذاہب عالم اور ان کے ہادیوں کی تعلیم پر نگاہ ڈالتے ہیں

تو صاف نظر آتا ہے کہ کسی کی کمالات علوی کا اور حقیقتاً نظر آتا ہے کسی کے کمالات سفلی کا اور بالکل واضح

بات ہی کہ انسان ان میں سے کسی ایک کمال میں بھی ادھورا رہا تو وہ اپنے لیے مفید ہو سکتا ہے نہ دوسرے ابنائے جنس کے لئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو لیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو حضرت خضر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی ضرورت تھی اور پھر بھی اس علوی کمال میں وہاں سے ناکوس ہی پھرنا پڑا۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کے یہاں سرے سے وہ چیزیں ہی نہیں جن کی تمدن و تہذیب کو ضرورت ہے اور یہی حال ہندوستان کے سب سے بڑے مہاتما گوتم بودھ کی تعلیم کا بھی ہے۔

ظاہر ہے کہ انسان اپنے کمالات کی تکمیل میں جدھر دیکھئے کا بھی محتاج ہے۔ مجرد انسان علم کے علاوہ عمل کے کمال سے بھی بے بہرہ رہ جائیگا بغیر استقامت، سطوت و حکمرانی سے بھی محروم ہوگا اور شکل نفاذ حکم سے ناواقف اور مستعد اور قابلیت امور و محکوم سے لاعلم۔

الغرض اس قسم کے اور بھی بہت سے کمالات ہیں جن سے کمالات نفسیہ کے حصول کے بغیر انسان انسانی کمالات کے اظہار سے محروم رہ جائیگا لہذا ہم بنظر انصاف اور بغیر کسی تعصب کے دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک ہی ذات ایسی نظر آتی ہے جس کے اندر یہ ہر دو کمالات علوی و سفلی بدرجۂ اتم موجود ہیں اور ایک ہی کتاب ہمارے سامنے آتی ہے جس کے اندر دعویٰ کے ساتھ ان ہر دو تعلیم کی تعلیم ہے۔ وہ ذات محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہے اور وہ کتاب قرآن مقدس ہے۔

الحکمۃ ضالۃ المؤمن

یہ سمجھ لینے کے بعد کہ جمیع کمالات فطریہ انسانیہ کو قوت سے فعل میں لانا اور ان کے محل و مصرف اور تہذیب استعمال کا تعین کرنا تعلیم کا اصلی کام ہے اور یہ جان لینے کے بعد کہ ان ہر دو کمالات کی مرج البحرین تعلیم اسی نبی اور اسی کتاب کے ذریعہ نصیب ہو سکتی ہے جس کے بارے میں انسانوں کے پیدا کرنے والے خدا نے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فرمایا اور تاکید فرمائی کہ دین کیسا

دنیا کی بھلائی کے لئے ہی دعا مانگا کریں، ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ۔ اب اس بات کے سمجھنے اور جاننے کی ضرورت ہے کہ اس حکمت کا جائز اور اصلی وارث کونسی قوم اور اس کا کون سا فرد ہو سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے الحکمۃ ضالۃ المومن حیث وجدھا اخذھا۔ حکمت مومن کا گمشدہ مال ہے۔ یہ جہاں ملے اس کو لے لینا چاہیئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محل سے بے محل کوئی شئے ہے تو وہ چوری ہے۔ لہٰذا آج یورپ کی ترقی ایجادو اختراعات وغیرہ دراصل مال مغصوبہ ہیں اور دراصل ان کا مالک و مختار اسی کو ہونا چاہیئے جس کو مومن ہونے کا دعویٰ ہو۔

العلماء ورثۃ الانبیا

مالی تملیک دو قسم کی ہوتی ہے ایک اکتسابی دوسری میراثی، حکمت کے حقیقی مالک جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میراثی مالک مومن کو سمجھنا چاہیئے جن کے تعلیم دینے والے انکے استاد علماء ہیں جن کی شان میں ارشاد ہوا العلماء ورثۃ الانبیاء۔

مومن کو اپنے گمشدہ اور مسروقہ مال کی تلاش کرنی چاہیئے کیونکہ جب اس کے قبضہ سے نکل کر دوسرے قبضہ میں اس کا مال گیا تو یقیناً وہ مال مسروقہ ہے اور قابض غاصب اور جب یہ مال کسی کے ہاتھ میں مل جائے تو اس کو ہر ممکن کوشش سے واپس لینے کی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ وہ اسی کا حق ہے اور علماء کو بھی لازم ہے کہ وہ اس بات کو ثابت کر دکھائیں کہ حقیقت میں حکمت کے صحیح وارث یہی ہیں۔

جب حکمت حقیقی تملیک محمدی ہے تو جہاں کہیں بھی یہ چیز ہوگی وہ یا تو خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کی ہوگی یا مال مسروقہ۔ پس ازل سے لے کر ابد تک جہاں کہیں اور جس ذرے اور جس قطرے میں حکمت کا جمال نمایاں ہوگا یا حکمت کا نور مشتعل ہوگا وہ صدر سینہ مخزن محمدی ہی کا

پرتو ہوگا جیسے برقی شعلے ایک ہی معدن کے افاضہ میں اسی طرح جس کسی کا دل، دماغ، سینۂ محمدی سے متقابل ہوگا اس کے اندر اس کے حسب استعداد حکمت کا شعلہ منتقل ہو جائیگا جس طرح آفتاب کا عکس اس کے مقابل پانی کے حوض کے اندر اور پھر اس کا پرتو دیوار پہ۔ اب دیوار جو روشن ہے تو وہ پرتو ہی آفتاب کے عکس کا جو حوض میں نمایاں ہے۔

اوپر کی مثال سے ایک اور دقیق مسئلہ سمجھ لینے کے لائق ہے کہ یہ دیوار کی روشنی کیا آفتاب کی ذات سے خارج ہو کر دیوار پر پڑ رہی ہے۔ نہیں بلکہ دیوار کے اس حصہ میں جو آفتاب کے عکس کے مقابل ہے اسی کا پرتو ہے۔ بعض ذرات یہ قابلیت رکھتے ہیں کہ تقابل آفتاب کے ساتھ ہی خود بخود روشن ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں حسب قدر استعداد قوی اور تقابل صحیح ہوتا ہے اسی قدر قوت اور شدت سے روشنی ہوتی ہے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدائے حکیم سے حکمت کا فیض ایسا حاصل کیا جیسے حوض نے آفتاب سے اور دوسروں نے جو تنویری فیض پایا ہے وہ آفتاب سینۂ محمدی صلعم سے ٹھیک اسی طرح جیسا کہ دیوار نے حوض سے آفتاب سے تنویری فیض پایا تھا۔

یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ جس دل میں جس قدر قوت اور استعداد تنویر قوی ہوگی اسی قدر وہ دل تقابل آفتاب سینۂ محمدی سے فیض حاصل کریگا اور پھر یہ بھی کہ جس کمال کے ساتھ آئینۂ ذہن مقابل ہوگا وہی کمال اس آئینہ میں ظاہر ہوگا یعنی اگر کمالات علویہ کا مقابل ہے تو کمالات علویہ کا ظہور ہوگا اور اگر کمالات سفلیہ کا تقابل ہے تو کمالات سفلیہ ہی نمایاں ہونگے۔ انبیاء رسل، اقطاب و اغواث اور اولیاء اللہ کے قلوب نے کمالات علویہ محمدیہ صلعم سے تقابل حاصل کیا اس لئے کمالات علویہ سے متصف ہوگئے۔ اسی طرح اور حکماء، اطبا اور جملہ علوم و فنون اور ایجادات و اختراع والے نے کمالات سفلیہ کے تقابل سے کمالات سفلیہ کے علمبردار ہوگئے۔

آج یورپ والوں کی ساری ترقی کو اسی کا پرتو سمجھنا چاہئے جس کا ذکر ہوا۔ ان کے دماغوں

نے کمالات سفلیہ محمدیہ کا تقابل حاصل کیا ہے اسلئے وہ ہوا پر اڑنے لگے اور سمندر کو اس سرے سے اس سرے تک پاٹ کر رکھدیا ہے اور وائرلس اور بجلی کی قوتوں سے دنیا کے اس سرے کو اس سرے سے ملا دیا ہے۔ یہ فنون حکمیہ بھی مومن کا ہی مال ہے پس مومنین کو چاہیئے کہ ان کی تحصیل میں بھی پوری کوشش کریں ورنہ جسطرح دنیا بغیر دین کے ہیچ ہے اسی طرح دین بھی بغیر دنیا کے تکمیل نہیں پا سکتا اور کمالات علویہ سے ہمارا مقصود جسطرح کمالات دینیہ ہے اسیطرح کمالات سفلیہ سے کمالات دنیویہ مراد ہے۔

الحمد للہ ہم نے اس مضمون میں اس بات کو اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ خاتم النبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس جمیع کمالات الٰہیہ کی جامع ہے جس سے کوئی دنیوی کمال خارج ہے نہ کمال دینی۔ اور جملہ انبیاء و مرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے اپنے ختم زمانہ تک اپنی اپنی استعداد کے مطابق آپ ہی کی آفتاب صفت ذات سے انطباعی توسل حاصل کرتے رہے آدمؑ نے صفوت، نوحؑ نے نجات، شیثؑ نے علم نجوم، ابراہیمؑ نے خلت موسیٰؑ نے کلیم الٰہی اور عیسیٰؑ نے احیائے موتیٰ، ابرائے اکمہ و ابرص۔ الغرض ان سب مقدس ہستیوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ سینۂ محمدیہ صلعم سے ہی حاصل کیا اور جب نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا تو دوسرا دور اولیائے امت کا ہو گیا ہے اور اولیائے امت انبیائے سابق کی طرح اپنی اپنی استعداد کے مطابق انطباعی فیوض آفتاب سینۂ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کرتے رہے اور قیامت تک کرتے رہیں گے اور اسی طرح کمالات دنیویہ ازل سے ابد تک جہاں کہیں ہے حکمت کی صورت میں خاتم النبین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا افاضہ ہے اور ہو گا جس کے لئے علوم قرآنیہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ ؟ ؟ ؟

حاکم ہے جو سارے حاکموں کا — حکموں پہ اسی کے سر جھکاؤ
قانون ہے بس اسی کا قانون — اس نام کے سکہ کو چلاؤ